جرح وتعدیل کے مراتب اوران کے احکامات: ایک تحقیقی جائزہ

The categories of Jarh wa Ta'deel & their orders: A Research Review

ڈاکٹر کریم داد[i] ڈاکٹر محمد سعید شفیق[ii]

Abstract

The science of Jarh wa Ta'deel (Recomm-ending or not recommending Narrators) is regarded as a cautious because of its numeral branches, issues and its influence on accepting or rejecting Traditions. Hadith Scholars have made good efforts in this sense, they have collected all about narrators, which show their attitude regarding relation (Riwayah).

This article focusses on priority terms which were used by scholars of Jarh and Ta'deel by which they distinguished between reliable narrators in different sides, also between weak narrators, and to put some traditions in advance.

The article also discusses some attentions to certain issues, which are needed to Hadith Scholars in searching Hadiths, or the biography of Narrators, the judgment of their traditions, when it is difficult to judge the narratorand his narration because of neglectingsuch issues and their applications.

***Key words**: Jarh wa Ta'deel, Narrators, Hadith*

دنیا کے تمام ادیان ومذاہب میں اسلام وہ واحد دین ہے جس کے پاس اس کی تعلیمات کسی ترمیم وتحریف اور تبدیلی کے بغیر اصلی حالت میں موجود ہیں۔ پرائمری سطح سے لے کر اعلیٰ ترین درجات تک ہر سطح پر یہ تعلیمات تدریس، تحقیق اور تبلیغ واشاعت کے مراحل سے وسیع پیمانے میں

---

i اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان

ii ٹیچینگ اسسٹنٹ، گورنمنٹ ڈگری کالج، لوندخوڑ

ہر وقت گزرتی ہیں جس کی وجہ سے اِن میں تحریف کا کوئی امکان ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حدیث کی تحقیق و تنقید اور چھان بین کی روایت کو فروغ دینے میں خود نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کو بڑا دخل ہے۔ آپ ﷺ نے اگر ایک طرف حدیث کو یاد کرنے اور اس کی حفاظت و اشاعت کی فضیلت بیان فرمائی تو دوسری طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرنے پر سخت وعید بھی سنائی، ارشاد ہے:

من كذب عليَّ متعمِّدًا، فليتبوَّأْ مقعدهُ من النَّار[1]

"جس نے جان بوجھ کر میری جانب کوئی جھوٹی بات منسوب کی تو اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔"

رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کے بارے میں تفصیلی معلومات کا اہم ترین ذریعہ احادیث ہیں۔ احادیث اور اس سے متعلق معلومات کی تدوین امت مسلمہ کا ایسا کارنامہ ہے جو اس سے پہلے کسی اور قوم نے انجام نہیں دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے مذکورہ بالا ارشاد کے نتیجے میں محدثین، حدیث کے قبول و اشاعت کے معاملے میں نہایت حساس اور محتاط ہو گئے اور حدیث کی حفاظت کے لئے مختلف اُصول وفنون وضع کیے جن میں ایک بلند پایہ درجہ "علم الجرح والتعدیل" کا بھی ہے۔ علم الجرح والتعدیل علم حدیث کی ایک شاخ ہے۔ اس میں راویان حدیث کی حیثیت اور احوال سے بحث کرتے ہوئے ان کی توثیق اور عدم توثیق، عدالت یا ضعف، قوت حفظ یا اس کی کمی اور ضبط کی خوبی یا خامی کے بارے میں فیصلے صادر کیے جاتے ہیں، چونکہ احادیث نبویہ کا ثبوت اور عدم ثبوت، سلسلۂ سند اور راویوں کی حیثیت اسی پر موقوف ہے اسی لیے علم الجرح وتعدیل کی اہمیت وافادیت ہر زمانے میں مسلم رہی ہے۔

جرح کی لغوی اور اصطلاحی تعریف

جرح دراصل راوی کی عدالت یا ضبط پر ایسی تنقید کا نام ہے جس سے اس کی حیثیت داغدار اور مجروح ہو جائے، لغت میں جرح کے اصل معنی اسلحہ سے زخمی اور مجروح ہونے کے ہیں:

جرحه يَجْرحه جرحا، أثر فِيه بالسِّلَاح[2]

اور جب یہ لفظ حاکم اور شاہد و گواہ کے سیاق و سباق میں استعمال ہو تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ حاکم کو گواہ کی کذب بیانی یا ایسی ہی کسی خصلت کا علم ہو گیا ہے جس کی بناء پر اس کی شہادت قابل قبول نہیں رہی۔

جَرَح الحاكمُ الشاهدَ إذا عَثر مِنْهُ عَلَى مَا تَسْقُطُ بِهِ عَدَالَتُهُ مِن كَذِبٍ وَغَيْرِه[3]

بعد میں اس لفظ کے محل استعمال میں حاکم کی تخصیص باقی نہیں رہی اور مطلق رد شہادت کے موقع پر اس کا اطلاق کیا جانے لگا۔

وقدقيل ذَلكَ فِي غَيْرِ الْحَاكِمِ، فقيلَ: جرح الرجلَ غضَّ شهَادَته[4]

چونکہ روایت حدیث کو شہادت اور حدیث کے راوی کو گواہ سے کئی وجوہ سے مشابہت حاصل ہے اس لئے محدثین نے جب کسی راوی حدیث پر کلام کیا یا اس کی روایت کو ردّ کیا تو اس کے لئے "جرح" کی اصطلاح وضع کی گئی۔

حافظ ابن اثیر الجزری لکھتے ہیں:

هو وصف الراوي بما يقتضي تليين روايته أو تضعيفها أو ردها[5]

اصطلاح محدثین میں جرح سے مراد

"راوی کے اس وصف کا بیان ہونا ہے جس سے اس کی عدالت اور ضبط کو عیب دار بنائے جس سے اس کی روایت کمزور یا مردود ہو جائے۔"

تعدیل کی لغوی اور اصطلاحی تعریف

تعدیل کا مادہ عدل ہے، یہ لفظ ظلم کا متضاد ہے۔ عدل وہ لوگ کہلاتے ہیں جن کی بات پسندیدہ اور قابل قبول ہو:

العدل من الناس:المرضى قوله وحكمه[6]

"اور عدل وعادل وہ شخص کہلاتے ہیں جن کی گواہی میں کوئی مضائقہ نہ ہو۔"

حافظ ابن حزم نے عدل کی اصطلاحی تعریف یوں کی ہے:

العدل هو القيام بالفرائض واجتناب المحارم والضبط لما روي واخبر به فقط [7]

"عدل سے مراد فرائض کا قیام اور حرام چیزوں سے بچنا ہے اور وہ چیز جو روایت کرے اور بتائے اس کو اچھی طرح سے یاد کرنا ہے۔"

تعدیل کا مطلب ہوا تحقیق کے بعد کسی کو معتبر یا عادل قرار دینا۔

علم الجرح والتعدیل کی تعریف

علم جرح وتعدیل کی سب سے قدیم تعریف حافظ عبد الرحمن ابن ابی حاتمؒ نے یوں کی ہے:

أظهار أحوال أهل العلم من كان منهم ثقة أو غير ثقة[8]

"اہل علم کے احوال کا ظاہر کرنا کہ ان میں کون ثقہ ہے اور کون غیر ثقہ۔"

علم جرح وتعدیل کی مشہور تعریف یوں ہے:

علم يبحث فيه عن جرح الرواة وتعديلهم بألفاظ مخصوصة وعن مراتب تلك الألفاظ[9]

"علم جرح وتعدیل ایسا علم ہے جس کے ذریعے راویوں کے جرح وتعدیل کے بارے میں مخصوص کلمات اور ان کے مراتب کے بارے میں بحث کی جاتی ہے۔"

مشروعیت جرح وتعدیل

جرح وتعدیل کا اصل مقصد شریعت کی حفاظت کرنا اور ہر طرح کے فتنوں سے اس کو پاک رکھنا ہے، اس سے کسی کی عیب جوئی مقصود ہے نہ کسی کی خوشنودی حاصل کرنا، بلکہ اس کا مقصد اظہار حقیقت ہے تاکہ اس کی روشنی میں احادیث رسول اللہ ﷺ کی دیکھ بھال اور جانچ پڑتال کی جاسکے، اس لیے شریعت نے اس کی اجازت دے رکھی ہے، چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد الٰہی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا[10]

"مومنو! اگر کوئی بدکردار تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو۔"

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کی جو جھوٹی خبریں دیتا ہو کی حقیقت معلوم کرنے کا حکم دیا ہے اور اس پر فاسق کا حکم لگایا ہے جو اس پر ایک طرح سے جرح ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

من حدث عني بحديث يرى أنه كذب، فهو أحد الكاذبين[11]

"جو شخص میری جانب جھوٹ منسوب کرکے حدیث بیان کرتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ جھوٹی بات ہے تو جھوٹوں میں ایک جھوٹا وہ بھی ہے۔"

یہاں پر ایک طرف اللہ کے رسول نے صحیح اور ضعیف کے معرفت کی ترغیب دی ہے اور موضوع روایات کو نقل کرنے سے منع کیا ہے تو دوسری طرف اس طرح کا کام کرنے والوں کو دروغ گو اور "کذاب" بھی کہا ہے جو جرح شدید ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے جرح وتعدیل دونوں ثابت ہیں، چنانچہ اس سلسلے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت مشہور ہے وہ فرماتی ہیں:

أن رجلا استأذن على النبي صلى الله عليه وسلم، فلما رآه قال: «بئس أخو العشيرة، وبئس ابن العشيرة» فلما جلس تطلق النبي صلى الله عليه وسلم في وجهه وانبسط إليه، فلما انطلق الرجل قالت له عائشة: يا رسول الله، حين رأيت الرجل قلت له كذا وكذا، ثم تطلقت في وجهه وانبسطت إليه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم:يا عائشة، متى عهدتني فحاشا، إن شر الناس عند الله منزلة يوم القيامة من تركه الناس اتقاء شره [12]

"ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگی، جب آپ نے اس کو دیکھا تو فرمایا کہ قبیلے کا برا بھائی اور بیٹا ہے، جب وہ بیٹھ گیا تو آپ ﷺ خندہ پیشانی اور کشادہ روئی سے ملے، جب وہ آدمی چلا گیا تو میں آپ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جب آپ نے اس آدمی کو دیکھا تو اس طرح فرمایا پھر آپ خندہ پیشانی اور کشادہ روئی کے ساتھ ملے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ تم نے مجھے فحش گو کب دیکھا ہے؟ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے برا مرتبہ اللہ تعالی کے نزدیک اس شخص کا ہوگا، جس کو لوگ اس کی برائی سے محفوظ رہنے کے لئے چھوڑ دیں۔"

اس سے معلوم ہوا کہ کسی کے شر سے بچنے کے لیے اس کا ترک کرنا درست ہے، اس طرح سے راویوں کے شر سے بچنے کے لیے ان کو متروک قرار دینا درست ہے، اس لیے کہ "بئس أخو العشيرة " جرح صریح کے مترادف ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے تعدیل بھی ثابت ہے چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا:

إن عبد الله رجل صالح، لو كان يصلي من الليل[13]

"عبداللہ بن عمر بہت نیک آدمی ہے، کاش کہ یہ رات میں نماز ادا کرتے۔"

یہ ایک طرح سے ان کی تعدیل ہے۔ اہل علم نے لفظ "صالح" کو بھی عدالت کے لیے استعمال کیا ہے۔

عقل سلیم اور فطرت صحیحہ کا بھی یہی تقاضا ہے کہ جب دنیاوی اغراض ومقاصد کے لیے گواہوں پر جرح ہو سکتی ہے اور ان کا تزکیہ کیا جا سکتا ہے تو دین کی حفاظت کے لیے راویوں پر جرح بدرجہ اولیٰ کی جا سکتی ہے اس لیے کہ انہیں لوگوں پر اسلام اور دینِ شریعت کا دار ومدار ہے اور حلال وحرام کی معرفت میں احتیاط برتنا حقوق واموال میں احتیاط برتنے سے زیادہ اہم ہے[14]۔

جرح وتعدیل کی اصولی حیثیت

جرح ایک دینی ضرورت اور فطری عمل ہے، جس کا مقصد صرف شریعت کی حفاظت کرنا ہے، نہ کہ لوگوں پر طعن وتشنیع کرنا یا غیبت کرنا، چنانچہ اگر کوئی شخص کسی پر جرح صرف عیب جوئی کے لیے کرتا ہے تو اس کی جرح قابل قبول نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی سنت کی دفاع کے لیے امت میں ایسے افراد پیدا کیے جنہوں نے خیر خواہی کی خاطر روایات پر تحقیق کی، اور ان کا راویوں کے بارے میں یہ کلام غیبت میں سے نہیں ہے بلکہ یہ کام ان پر فرض کفایہ تھا۔

امام نوویؒ اس کو دینی فریضہ بتاتے ہوئے رقم طراز ہیں:

إعلم أن جرح الرواة جائز بل واجب بالاتفاق للضرورة الداعية إليه لصيانة الشريعة المكرمة وليس هو من الغيبة المحرمة بل من النصيحة لله تعالى ورسوله صلى الله عليه وسلم والمسلمين ولم يزل فضلاء الأئمة وأخيارهم وأهل الورع منهم يفعلون ذلك[15].

"جان لو کہ راویوں پر جرح کرنا جائز ہی نہیں بلکہ شریعتِ اسلامی کی حفاظت کی خاطر علماء کے اتفاق سے واجب ہے اور یہ غیبت نہیں ہے بلکہ مقصود اللہ ورسول اور مسلمانوں کے ساتھ نصیحت ہے نہ کہ کسی کی عیب جوئی، اکابرین علم کا اسی پر عمل رہا ہے۔"

حافظ ابن حبان لکھتے ہیں:

إنما الغيبة ما يريد القائل القدح في المقول فيه وأئمتنا رحمة الله عليهم فإنهم إنما بينوا هذه الاشياء، وأطلقوا الجرح في غير العدول لئلا يحتج بأخبارهم، لا أنهم أرادوا ثلبهم والوقيعة فيهم،والاخبار عن الشئ لا يكون غيبة إذا أراد القائل به غير الثلب[16].

"کسی پر مجرد عیب لگانے کے لیے جرح کیا جائے تو اس کو غیبت کہا جاتا ہے، ہمارے ائمہ رحمہم اللہ نے ان چیزوں کو جو بیان کیا ہے اور غیر عدول پر جو جرح کا استعمال کیا ہے تو اس کا مقصد یہ تھا کہ ان کی روایت قابل قبول نہیں، نہ کہ ان پر عیب لگانا مقصد تھا کسی چیز کی خبر دینا اگر خبر دینے والے کا مقصد عیب جوئی نہ ہو تو غیبت نہیں ہوتی۔"

حافظ سخاوی لکھتے ہیں:

وقد شرط في الحقوق المالية رعاية العدالة وثبوت الأهلية، وأحرى إن بتعين ذلك في الإحكام الشرعية صوناً لها عن التغيير والتحريف خصوصاً ممن غلب عليه هواه فأضله عن هداه كالمبتدعة والدعاة إلى الضلال، فيجب الاحتياط بكشف أحوال نقله الأخبار والتفرقة بين من يوثق بقوله ويركن إلى روايته وبين من يجب الإعلام بحاله، فلا ينكر على من اعتمد في قوله على أقوال المعروفين بذلك المجانيين للأهواء، بل يكون فاعل ذلك محمودا مثابا إذا صدقت نيته واستقامت طريقته[17].

"اس کا خیال رکھنا اور اس کو برقرار رکھنا عین ضروری ہے اس لیے کہ دین کا نقصان دنیا کے نقصان کے مقابلے میں کہیں زیادہ اہم ہے، جب مالی معاملات میں اہلیت کا ثبوت اور سیرت کی پاکیزگی کا لحاظ شرط ہے تو شرعی امور میں تو بدرجہ اُولی اس کا لحاظ کیا جانا چاہئے تاکہ شریعت کے احکام تبدیلی اور تحریف سے محفوظ رہیں۔ خاص طور سے اُن لوگوں کے ہاتھوں جو اپنی خواہشات سے مغلوب ہو کر صحیح راستے سے بھٹک جاتے ہیں جیسے بدعت اور گمراہی کی طرف لے جانے والے لوگ۔ چنانچہ احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ رُواۃِ احادیث

کے حالات کھل کر بیان کیے جائیں اور جن کا قول قابل وثوق اور روایت باعثِ اطمینان ہو اور جن کے حال کی تشہیر ضروری ہو اُن دونوں کوایک دوسرے سے جدا کر دیا جائے۔ نتیجہ یہ ہے کہ اُس شخص کے لیے جرح کوئی عیب نہیں جو مشہور ومعروف اور تعصبات سے مبرا لوگوں کے اقوال پر بھروسہ کرتے ہوئے کچھ کہے، بلکہ ایسا کرنے والا قابل تعریف اور مستحق ثواب ہے بشر طیکہ اسکی نیت نیک اور مسلک راست بازی ہو۔"

مراتب الفاظ جرح وتعدیل

فن جرح وتعدیل بہت دقیق علم ہے اور رواۃ حدیث کے بارے میں صحیح حکم لگانے کے لیے خصوصی مہارت کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے اہل علم نے ایسے الفاظ متعین کر دیئے ہیں جن کے ذریعے راوی کے ضبط واتقان اور حفظ کا ٹھیک ٹھاک اظہار ہو سکے۔ یہ الفاظ ایک طرح سے وہ پیمانے ہیں جن کے ذریعے رجال حدیث کو پرکھا جاتا ہے۔ ائمہ کرام نے جرح وتعدیل میں اگرچہ مختلف الفاظ استعمال کیے ہیں، لیکن ان الفاظ کو مراتب کے حوالے سے کسی ضابطہ کے تحت لایا جاسکتا ہے۔ ان درجات کی تفصیل، ان الفاظ کے ساتھ یہاں بیان کی جارہی ہے جن میں ان مراتب کا ذکر ہوتا ہے۔

جرح کے مراتب اوراس سے متعلق الفاظ

1. سخت ترین جرح یہ ہے کہ کوئی ماہر فن حدیث کے کسی راوی کے متعلق اسم تفضیل کا صیغہ استعمال کرے:

ما دل على المبالغة في الكذب:(وهي أسوأها) مثل فلان أكذب الناس ، أو إليه المنتهي في الكذب ، أو هو ركن الكذب[18].

"جرح کا سخت ترین درجہ وہ ہے جس میں جھوٹ وغیرہ کے متعلق مبالغہ کیا جاتا ہے۔ مثلاً کہا جائے فلاں توانسانوں میں سب سے بڑا جھوٹا ہے یا جھوٹ تو اس پر ختم ہے یا وہ پکا جھوٹا ہے۔"

2. درجہ اول سے کم، وہ الفاظ جن میں کسی راوی کے جھوٹ یا اس جیسی کسی چیز کے ساتھ اتصاف کا ذکر ہو:

ما هو دون ذلك كالدجال والكذاب والوضاع، فانها وان اشتملت على المبالغة لكنها دون الأولى، وكذا يضع أو يكذب[19].

"جرح کے دوسرے درجے کے راوی سے متعلق جھوٹ بولنے کے بارے میں واضح طور پر بتایا گیا ہوتا ہے، مثلاً "دجال" یعنی "دھوکے باز"، "کذاب" یعنی "جھوٹا"، "وضاع" یعنی "حدیثیں گھڑنے والا"، "یضع" یعنی "وہ حدیث گھڑتا ہے، "یکذب" یعنی "وہ جھوٹ بولتا ہے"۔"

3. درجہ دوم سے قریب:

ثم ما فيه اتهام بالكذب أو نحوه: مثل فلان متهم بالكذب أو متهم بالوضع، أو يسرق الحديث، أو ساقط، أو متروك أو ليس بثقة[20].

"اس کے بعد جرح کا وہ درجہ آتا ہے جس میں راوی پر جھوٹ بولنے یا اسی طرز کا کوئی (اخلاقی) الزام موجود ہوتا ہے۔ مثلاً فلاں پر جھوٹ بولنے کا الزام موجود ہے، یا اس پر احادیث گھڑنے کا الزام موجود ہے، یا وہ احادیث چوری کرتا تھا یا "ساقط" یعنی "چھوڑا ہوا ہے، یا متروک ہے، یا "لیس بثقۃ" یعنی "وہ قابل اعتماد نہیں ہے"۔"

4. درجہ سوم سے قریب:

ثم ما صرح بعدم كتابة حديثه ونحوه: مثل فلان لا يكتب حديثه، أو لا تحل الراوية عنه أو ضعيف جداً أو واهٍ بمرّةٍ[21].

"جرح کا چوتھا درجہ یہ ہے کہ کسی شخص کے بارے میں واضح طور پر بتا دیا جائے کہ وہ احادیث لکھتا ہی نہ تھا وغیرہ۔ مثال کے طور پر اس سے روایت کرنا تو جائز ہی نہیں یا وہ بہت ہی کمزور راوی ہے، یا وہ بہت ہی ادنٰی درجے کا راوی ہے۔"

5. وہ الفاظ جن میں حجت ودلیل نہ بنانے یا اس سے ملتے جلتے مفہوم کی تصریح ہو:

ثم ما صُرِّح بعدم الاحتجاج به وشبهه : مثل فلان لا يحتج به،أو ضعيف،أوله مناكير[22].

"جرح کا پانچواں درجہ یہ ہے کہ کسی شخص کے بارے میں واضح کر دیا جائے کہ اس کی روایات کو شرعی احکام اخذ کرنے کے لئے استعمال نہ کیا جائے گا۔ مثال کے طور پر اس کی احادیث سے استدلال نہ کیا جائے، یا یہ کمزور شخص ہے، یا اس کی احادیث منکر ہیں۔"

6. نرم ترین جرح:

وہ الفاظ جو کسی کے تساہل پر دلالت کریں:

ثم وهي اسهلها قولهم فيه مقال أو ضعف أو ينكر مرة ويعرف أخرى أو ليس بذاك أو ليس بالقوي[23]

"جرح کا سب سے کم درجہ یہ ہے کہ جو کسی راوی کے نرم رویے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اس کے لئے جو الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں، محدثین کے ہاں اس کی مثال یہ ہے، اس شخص کے بارے میں بحث موجود ہے، یا اس کی حدیث میں ضعف ہے، یا کبھی معروف حدیث بیان کرتا ہے کبھی منکر، یا حدیث میں زیادہ معتبر نہیں، یا حدیث میں قوی نہیں۔"

جرح کے مختلف مراتب کا حکم:

درج بالا مراتبِ جرح میں ابتدائی چار مراتب کے بارے میں حکم یہ ہے کہ ان میں کسی ایک کی روایت کردہ حدیث نہ تو اس قابل ہے کہ اس کے ذریعہ استدلال کیا جائے اور نہ ہی اس قابل ہے کہ اس کا اعتبار کیا جائے، حافظ سخاویؒ لکھتے ہیں:

والحكم في المراتب الأربع الأول أنه لا يحتج واحدمن أهلها، ولا يستشهد به، ولا يعتبر به[24]

جہاں تک پانچویں اور چھٹے درجے کے راویوں کا تعلق ہے تو ان کی روایات لکھی تو جائیں گی مگر ان کو دلیل وحجت میں پیش نہیں کیا جائے گا، بلکہ ان سے "اعتبار" یعنی کسی اور روایت کے لیے تائید کنندہ شاہد وتابع کا کام لیا جائے گا:

يكتب حديثه للإعتبار، وينظرفيه[25]

تعدیل کے مراتب اور اس سے متعلق الفاظ:

1. تعدیل کا اعلیٰ ترین مرتبہ یہ ہے کہ ایسے الفاظ میں تعدیل کی جائے، جو وثاقت اور اعتماد میں مبالغہ پر دلالت کرتے ہوں:

ارفعها عند المحدثين الوصف بمادلّ على المبالغة أو عبر عنهُ بأفعل كأوثق النَّاس وأضبط النَّاس وإليه الْمنتهى فِي التثبيت، وَيلْحق بِهِ لَا أعرف لَهُ نظيرا فِي الدُّنْيا[26].

"تعدیل کا سب سے بلند درجہ وہ ہے جس میں کسی کے ثقہ ہونے کو مبالغے کے ساتھ بیان کیا گیا ہو۔ اس کے لئے عام طور پر وہ الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں جو "افعلُ" کے وزن پر آتے ہیں۔ مثال کے طور پر حدیث کا ثابت ہونا تو بس فلاں پر ختم ہے، یا فلاں شخص کی احادیث لوگوں میں سب سے زیادہ ثابت شدہ ہیں یا میں پوری دنیا میں حدیث کے حوالے سے اس کا نظیر نہیں جانتا۔"

جیسے امام احمد بن حنبل نے حافظ اسماعیل بن علیہ[27] کے بارے میں فرمایا:

إليه الْمنتهى فِي التثبيت بالبصرة [28].

اور حافظ ذہبی نے عبدالوارث بن سعید البصری[29] کے بارے میں لکھا ہے:

وإليه المنتهى في التثبت[30].

اسی طرح امام علی ابن المدینی کے بارے میں لکھتے ہیں:

وأماعلي بن المديني فإليه المنتهى في معرفة علل الحديث النبوى، مع كمال المعرفة بنقد الرجال، وسعة الحفظ والتبحر في هذا الشأن، بل لعله فرد زمانه في معناه[31].

2. وہ الفاظ جو تاکید کے ساتھ وثاقت پر دلالت کریں:

ثمَّ مَا تَأَكد بِصفة من الصِّفَات الدَّالَّة على التوثيق كثقة ثِقَة وثَبت ثَبت[32]

"تعدیل کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ کسی شخص کے ثقہ ہونے کی صفت کو تاکید کے ساتھ بیان کیا جائے۔ اس کے لئے ایک صفت کو دو مرتبہ بھی بیان کیا جا سکتا ہے جیسے وہ تو ثقہ ثقہ شخص ہے یا وہ ثقہ ہے اور اس کی احادیث ثابت شدہ ہیں۔"

جیسے عبداللہ بن المبارکؒ نے محمد بن اسحاق بن یسارؒ کے بارے میں کہا:

ثقةثقة ثقة[33]

3. وہ الفاظ جو بغیر تاکید کے توثیق پر دلالت کریں:

ثم مَا انْفَرد فِيهِ بِصِيغَة دَالَّة على التوثيق كثقة اَوْ ثَبت اَوكَأنهُ مصحف[34]

"تیسرے درجے میں کسی شخص کے ثقہ ہونے کو تو بیان کیا جاتا ہے لیکن اس کی تاکید نہیں کی جاتی مثلاً فلاں شخص ثقہ ہے، فلاں شخص حجت ہے۔"

4. وہ الفاظ جو صرف عدالت کے ثبوت کو بتائیں:

ثم ما دل على التعديل من دون إشعار بالضبط: كصدوق أو مَحَله الصدق ، و
لا بأس به عند غير ابن معين ، فإن " لا بأس به " إذا قالها ابن معين في الراوي
فهو عنده ثِقَة[35]

تعدیل کا چوتھا درجہ یہ ہے کہ کسی شخص کو عادل (یعنی اچھے کردار) کا تو قرار دیا جائے لیکن حدیث کے محفوظ رکھنے (ضبط) سے متعلق کوئی بات نہ کی جائے۔اس کی مثال محدثین کے یہ اقوال ہیں:

"صدوق یا وہ سچائی کے مقام پر ہے یا اس میں کوئی حرج نہیں"۔استثنائی طور پر ابن معین جب کسی شخص کے لئے "لا باس بہ" کے الفاظ استعمال کرتے ہیں تو اس سے مراد یہ ہوتا ہے کہ وہ شخص ان کے نزدیک ثقہ (تیسرے درجے) کا ہے۔"

5. وہ الفاظ جن میں نہ جرح کا کوئی بیان ہو اور نہ تعدیل کا:

ثم ما ليس فيه دلالة على التوثيق أو التجريح، مثل فلان شيخ، أو روي عنه الناس[36]

"تعدیل کا پانچواں درجہ یہ ہے کہ کسی شخص کی جرح یا تعدیل کا ذکر کرنے کی بجائے عام الفاظ میں اس کا تذکرہ کیا جائے جیسے فلاں حدیث کے معاملے میں بزرگ آدمی ہے، یا لوگ اس سے حدیث روایت کرتے ہیں۔"

6. وہ الفاظ جو جرح سے قرب کو ظاہر کریں:

ثم ما أَشعَر بالقرب من التجريح: مثل: فلان صالح الحديث، أو يكتب حديثه[37]

تعدیل کے آخری درجے میں موجود شخص، جرح کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا جاتا ہے: فلاں حدیث کے معاملے میں صالح شخص ہے، یا اس کی احادیث کو لکھا گیا ہے۔

تعدیل کے مختلف مراتب کا حکم

جو راوی تعدیل کے پہلے تین مراتب سے تعلق رکھتے ہوں، ان کی بیان کردہ احادیث کا حکم یہ ہے کہ ان سے شرعی احکام اخذ کیے جائیں گے۔تاہم ان راویوں کی احادیث درجے میں مختلف ہوں گی۔

جو راوی چوتھے اور پانچویں درجے سے تعلق رکھتے ہوں، ان کی احادیث سے شرعی احکام اخذ نہیں کیے جائیں گے البتہ ان کی احادیث ان راویوں کے ضعف کو بیان کر کے روایت کی جائیں (کیونکہ ان کی احادیث حسن کے درجہ کی ہوں گی)۔ چوتھے درجے کے راویوں کی احادیث پانچویں درجے کے راویوں کی احادیث کی نسبت معتبر سمجھی جائیں گی۔

چھٹے درجے سے تعلق رکھنے والے راویوں کی احادیث سے شرعی احکام اخذ نہیں کیے جائیں گے کیونکہ ان کے بارے میں واضح ہے کہ یہ لوگ حدیث کو محفوظ رکھنے (ضبط) میں کمزور واقع ہوئے ہیں[38]۔

حواشی و حوالہ جات

1 بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری: کتاب العلم (۳) باب اثم من کذب علی النبی ﷺ (۳۹) حدیث (۱۰۷) دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ

2 المرسی، أبوالحسن علی بن اسماعیل بن سیدہ، المحکم والمحیط الاعظم ۳: ۴۷ دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۱ھ

3 افریقی، ابن منظور، لسان العرب ۲: ۲۳۴، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۳۰ھ

4 نفس مصدر

5 الجزری، ابن الاثیر، جامع الاصول ۱: ۱۲۶، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۲۰۰۵ء

6 لسان العرب ۹: ۳۸

7 ابن حزم، الِاحکام فی أصول الأحکام 11: ۱۴۵، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۲۵ھ

8 خطیب بغدادی، الکفایہ: ۳۸، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۳۰ھ

9 القِنّوجی، محمد صدیق خان بن حسن بن علی، ابجد العلوم ۲: ۲۱۱، دار ابن حزم بیروت، (س۔ن)

10 سورۃ الحجرات ۴۹: ۶

11 القشیری، مسلم بن الحجاج أبوالحسن، مقدمہ صحیح مسلم ۱: ۷، دار احیاء التراث العربي—بیروت، (س۔ن)

12 صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الأکفاء فی الدین، حدیث (۵۰۹۱)

13 صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب مناقب عبد اللہ بن عمر بن الخطاب، حدیث (۳۷۴۱)۔۔۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، حدیث (۴۵۲۷)

14 نواب صدیق حسن قنوجی لکھتے ہیں: كما جاز الجرح في الشهود جاز في الرواة والتثبت في أمر الدين أولى من التثبت في الحقوق والأموال (الحطة فی ذکر الصحاح الستة:۸۳)

15 النووی، أبو زکریا محیی الدین یحیی بن شرف، شرح النووی علی مسلم ۱: ۱۳۱، دار احیاء التراث العربی، بیروت (س۔ن)

16 البُستی، محمد بن حبان بن أحمد التمیمی، أبو حاتم، المجروحین ۱: ۱۸، دار الوعی، بیروت، ۱۳۹۶ھ

17 سخاوی، محمد بن عبد الرحمن، الاعلان بالتوبیخ لمن ذمّ التاریخ: ۵۴، المکتبۃ الاثریہ، لاہور (س۔ن)

18 لکھنوی، عبد الحئ، الرفع والتکمیل: ۱۶۷، مکتبہ مطبوعات الاسلامیہ، حلب، ۱۴۰۷ھ

19 نفس مصدر: ۱۶۸

20 الرفع والتکمیل: ۱۷۶

21 السخاوی، محمد بن عبد الرحمن، فتح المغیث ۱: ۳۴۴، مطبعۃ الأعظمی، الہند، (س۔ن)

22 الرفع والتکمیل: ۱۷۸

23 نفس مصدر: ۱۷۹

24 فتح المغیث ۱: ۳۴۶

25 تدریب الراوی ۱: ۲۹۴

26 الرفع والتکمیل: ۱۵۵

27 اسماعیل بن علیہ، علیہ ان کی والدہ کا نام ہے، اسی سے معروف بھی ہوئے۔ نسب نامہ یہ ہے: اسماعیل بن ابراہیم بن مقسمً ابو بشر اسدی بصری۔ کوفی الاصل تھے۔ اکابر حفاظ حدیث میں سے تھے۔ ۱۱۰ھ کو پیدا ہوئے احادیث کے معاملہ میں ثقہ، مامون اور حجت تھے۔ ۱۹۳ھ کو وفات پائی۔ (تاریخ بغداد ۱: ۳۲۲)

28 ابو محمد عبد الرحمن بن أبی حاتم الرازی، الجرح ولتعدیل ۲: ۱۵۴، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، (س۔ن)

29 عبد الوارث بن سعید بن ذکوان تمیمی، عنبری۔ صحاح ستہ کے راوی ہیں، تمام ائمہ ان کی توثیق پر متفق ہیں۔ ۱۸۰ھ کو وفات پائی۔ (جمال الدین، أبی الحجاج یوسف المزی، تہذیب الکمال ۱۸: ۴۷۸، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت (س۔ن))

30 الذہبی، شمس الدین، میزان الاعتدال ۲: ۲۷۷، دار الکتب العلمیۃ، بیروت (س۔ن)

31 میزان الاعتدال ۳: ۱۴۱

32 الرفع والتکمیل: ۱۵۵

33 زیلعی، عبداللہ بن یوسف، نصب الرایہ ا: ۱۰۷، مؤسسۃ الریان، بیروت، ۱۴۱۸ھ

34 الرفع والتکمیل: ۱۵۶

35 طحان ، أبو حفص محمود بن أحمد بن محمود النعیمی، تیسیر مصطلح الحدیث: ۱۸۹، مکتبہ المعارف للنشر والتوزیع، ۲۰۰۴ء

36 نفس مصدر

37 تیسیر مصطلح الحدیث: ۱۸۹

38 تدریب الراوی ا: ۲۹۴